تاثرات

اسلام کے بارے میں بعض حلقوں میں یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ یہ تعزیرات کا مذہب ہے اور سزا و عقوبت کا علم بردار ہے۔ اپنے ماننے والوں کو یہ تلقین کرتا ہے کہ جہاں کوئی برائی دیکھو، ڈنڈا اٹھالو، اور سختی سے اُسے کچل دو ــــ حالانکہ بات یہ نہیں ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اسلام مواخات کا مذہب ہے، انسانی ہمدردی کا مبلغ ہے، رحم دلی کا داعی ہے، معاشرے کو بہترین اخلاق سے مزین کرنے کا خواہاں ہے، عمدہ اقدار پھیلانے کا متمنی ہے، اور انفرادی اور اجتماعی طور پر بلندیٔ کردار اس کا اصل مقصد ہے۔ وہ معاشرے کے ہر فرد کی اس انداز سے اصلاح کرنا چاہتا ہے کہ سیآت کا خاتمہ ہو اور حسنات کا پرچم بلند ہو۔ گفتار و کردار میں، عمل و فعل میں اور میل جول میں کوئی کسی کو گزند نہ پہنچائے۔ کوئی کسی کا نقصان نہ کرے، کوئی کسی کو حقیر نہ سمجھے، کوئی کسی کو ذلیل نہ ٹھہرائے ــــ کہیں کسی کا استحصال نہ ہو۔ اس ضمن میں بلاشبہ وہ بعض دفعہ سختی کی اجازت بھی دیتا ہے، لیکن اس کی اساس اور بنیاد سختی پر نہیں ہے۔ اس کا اصل مقصد تو برائی کا انسداد ہے، سختی کا مظاہرہ کرنا نہیں۔

وہ تو اتنا صاف ستھرا مذہب ہے اور اس درجہ نرمی اور رحم دلی کا داعی ہے کہ زمانۂ جنگ میں بھی کسی پر زیادتی نہیں کرتا۔ کسی کو بلاوجہ تکلیف پہنچانا اور لوگوں کو ہدفِ ستم بنانا قطعاً اسلام کے مقاصد میں شامل نہیں ہے۔ وہ اپنے مخالفوں سے بھی نرمی اور لینت سے پیش آنے کا حکم دیتا ہے، چہ جائیکہ مسلمانوں پر ظلم کرنا شروع کر دے۔!

اگر صحیح اسلامی معاشرہ قائم ہو جائے تو برائیوں کا خود بخود خاتمہ ہو جاتا ہے، سختی کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔ پھر اگر خلافِ انسانیت امور کو ختم کرنے کے لیے کسی حد تک سختی ہو بھی جائے تو اس میں کیا قباحت ہے؟ دنیا کا کوئی مذہب بھی یہ اجازت نہیں دیتا کہ برائی کو معاشرے میں آزادی سے پھیلنے دو اور خود خاموش ہو کر بیٹھ جاؤ۔ اگر باگیں بالکل ڈھیلی چھوڑ دی جائیں اور کوئی پوچھنے والا نہ ہو تو پورا نظام درہم برہم ہو کر رہ جائے گا۔

(محمد اسحاق بھٹی)